کامیابی حاصل کرنی ہے تو لامذہب سیاست چھوڑ کر دینی سیاست کے اصول اپنائیں

ان اصولوں پر عمل نہ کرنے سے مسلمان ہمیشہ دردناک شکست اٹھاتے رہے ہیں اور اٹھاتے رہیں گے

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۱۲
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | جمعرات ۱۹۔ شعبان ۱۴۱۱ ھ ، ۷۔ امان ۱۳۷۰ ہش ، ۷۔ مارچ ۱۹۹۱ء | نمبر ۵۵

نوجوان دل شکستہ نہ ہوں۔ تاریخ اپنا رخ بدلتی رہتی ہے۔ آج کچھ ہے تو کل کوئی اور منظر بھی سامنے آسکتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا پر بھروسہ رکھیں جو دائمی ہے جس پر دنیا کی کوئی طاقت غالب نہیں آسکتی

علوم و فنون میں ترقی کریں، غیر ملکوں پر انحصار ختم کریں اور اپنی نیتوں کو صاف کر کے مرتی ہوئی انسانیت کو زندہ کریں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ یکم امان ۱۳۷۰ ہش (یکم مارچ ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

امریکہ ڈان کوائزے کے روپ میں

"جب خلیجی جنگ کا آغاز ہوا تو مغربی پروپیگنڈے کے اثر کے نیچے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ نازی جرمنی کا زمانہ لوٹ آیا ہے۔ اور پھر ہٹلر اور گوئبلز پیدا ہو چکے ہیں اور ان کو مٹانے کے لئے چرچل اور روزویلٹ اور سٹالن نے بھی نئے جنم لے لئے ہیں۔ یہ تصویر اتنی بھیانک تھی کہ ساری دنیا اس کو دیکھ کر لرزہ بر اندام تھی۔ اب جبکہ جنگ ختم ہو چکی ہے تو منظر تو وہی ہے لیکن اس کی ایک اور تصویر ابھری ہے۔ حالات تو وہی ہیں۔ حقیقت میں تو تبدیلی نہیں آئی لیکن حقیقت اور طرح سے دکھائی دینے لگی ہے۔ مجھے تو اس جنگ کے اختتام پر وہ مشہور سپینش طنزیہ، مزاحیہ کردار یاد آگیا جسے ڈان کوائزے DON KUIXOT کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مسخرہ نائٹ (KNIGHT) فرضی جن بھوت اور دیو بنا لیتا تھا اور بڑے بڑے نائٹس (KNIGHTS) اپنے تصور میں ہی پیدا کر لیا کرتا تھا۔ اور پھر بہت ڈپٹ کر ان پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اسی قسم کی ایک کہانی اس کی "ونڈ مل" سے لڑائی کی بیان کی گئی ہے۔ اگر اس کہانی کو موجودہ حالات پر چسپاں کرنے کے لئے کچھ تبدیلی کی جائے تو یوں بنے گی کہ ڈان کوائزے اپنے جرنیل سانچو پنیزو کے ساتھ اپنے ٹٹو اور گدھے پر سوار کہیں جا رہے تھے تو رستے میں ایک ونڈ مل نظر آئی یعنی پون چکی۔ اس پر ڈان کوائزے نے اپنے ساتھی کو بتایا کہ یہ دنیا کا سب سے زیادہ طاقتور اور خوفناک دیو ہے اور آؤ اور ہم دونوں مل کر اس پر حملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ڈپٹ کر اور للکار کر اس پر حملہ کیا اور تبدیل شدہ کہانی پھر یوں بنے گی کہ ونڈ مل کو بری طرح شکست دی؟ اس کے پرخچے اڑا دیئے۔ اس کو پارہ پارہ کر کے پھر انہوں نے فخر سے یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ آج دنیا کے سب سے بڑے نائٹ نے دنیا کے سب سے بڑے دیو کو شکست فاش دے دی ہے۔ پس دیکھیں حقیقت وہی رہتی ہے۔ وقت بدلنے سے منظر کیسے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح زاویہ بدلنے سے بھی مناظر تبدیل ہو جاتے ہیں۔

اگر امریکہ کے زاویئے سے اس صورتحال کو دیکھا جائے تو یوں محسوس ہوگا جیسے شکاری اصطلاح میں امریکہ نے انگریزوں کو بھی ہیل کر لیا اور فرانس کو بھی ہیل کر لیا اور روس کو بھی ہیل کر لیا اور جرمنی کو بھی ہیل کر لیا۔ غرضیکہ بہت سے اتحادیوں کو ہیل کیا اور اس کے پیچھے پیچھے اور غول بیابانی بھی اکٹھا ہوا اور سب ایک شکار کے لالچ میں اس ہیل کرنے والے شکاری کے پیچھے لگ گئے کہ کب وہ شکار مارا جائے اور اپنی اپنی توفیق اور رتبے کے مطابق اس کے حصے بخرے کریں اور اس میں سے کچھ اپنے لئے حاصل کر سکیں۔

یہ جو لشکر رواں ہے شکاریوں کا اور اس کے ہیل ہوئے ہوئے ساتھیوں کا اس کے منہ سے کویت، کویت، کویت، کویت کی آوازیں آرہی ہیں اور جو پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ اپنے دانت تیز کر رہے ہیں کہ کب ہمیں کویت کے نام پر عراق کے شکار کا موقع ملے گا۔ بہر حال ایک زاویۂ نگاہ یہ ہے۔

اور اگر اسرائیل کے زاویۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو اسرائیل یہ سمجھتا ہوگا اور حق بجانب ہوگا یہ سمجھنے میں کہ اس نے امریکہ اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہیل کر لیا ہے۔ اور اسرائیل کے پیچھے پیچھے وہ دیگر جنگلی مخلوقات بھی ساتھ چل رہی ہیں جن کو یہ علم نہیں کہ یہ وہ شکاری ہے جو رفتہ رفتہ پلٹ پلٹ کر ایک ایک ہیل ہوئے ہوئے جانور کا شکار کرے گا اور پھر سب مل کر اس کا گوشت اڑائیں گے۔ تو ایک یہ بھی زاویۂ نگاہ ہے۔ حالانکہ حقیقت تو وہی رہتی ہے جس طرح چاہیں اس کی تعبیر کر لیں۔

یہ فیصلہ تو بہر حال آنے والا وقت کرے گا کہ کس نے کس کو ہیل کیا ہے۔ آوازوں کے لحاظ سے بھی دماغ عجیب عجیب کرشمے دکھاتا ہے۔ ایک ہی آواز کے مختلف معنے لئے جاتے ہیں۔ ایک آواز دنیا یہ سن رہی ہے کہ عراق کے جوڑ توڑنے کا ارادہ اس لئے ہے کہ کبھی بھی عراق آئندہ کویت پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کرے۔ گویا سارا مقصودِ کائنات کویت ہے اور ہر دوسرے ملک پر ہر دوسرے ملک کو حملے کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔ لیکن کویت پر کسی کو حملہ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ پس کویت کویت کی آوازوں کا ایک یہ مطلب ہے جو دنیا کو سنائی دے رہا ہے۔ اگر اسی آواز کو اسرائیل کے کانوں سے سنا جائے تو وہاں یہ آواز سنائی دے گی کہ عراق کے اس لئے ٹکڑے ٹکڑے کئے جا رہے ہیں اور اس لئے اس کا جوڑ جوڑ توڑا جا رہا ہے کہ یہ کبھی اسرائیل پر حملہ کرنے کا خواب بھی نہ دیکھ سکے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ دنیا میں کوئی ملک بھی کبھی اسرائیل کو ٹیڑھی نظر سے دیکھنے کی جرأت نہ کرے۔

مسلسل صفحہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو دیکھئے آواز وہی ہے لیکن مختلف کانوں میں مختلف شکلوں پہ پڑی ہے اور مختلف دماغ اس کی مختلف تعبیریں کر رہے ہیں ۔

ایک اور پہلو یہ قابلِ ذکر ہے کہ شائستگی اور تہذیب اور نرمی اور پیار صرف انسانوں کا حصّہ نہیں بلکہ گوشت خور جانور بھی ایک تہذیب رکھتے ہیں ۔ ایک نرمی اور پیار رکھتے ہیں ۔ جب تک وہ شکار پر نہ جھپٹیں یا جب تک کسی دشمن کا مقابلہ نہ کریں اُن کے پاؤں کے تلوے گداز اور نرم ہوتے ہیں ۔ اور مخمل کی طرح ہوتے ہیں ۔ اُن کے جبڑے نرم نرم ہونٹوں کے پیچھے چھپے ہوئے ہوتے ہیں ۔ ان کے دانت نرم نرم ہونٹوں کے پیچھے چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ آپس میں محبت اور پیار سے رہتے ہیں بلکہ دوسرے جانوروں کو بھی بُری نظر سے نہیں دیکھتے ۔ لیکن وہ وقت جب شکار کا وقت آتا ہے ۔ وہ وقت جب دشمن پر جھپٹنے کا وقت آتا ہے انہی نرم نرم مخملی پاؤں سے خوفناک پنجے نمودار ہو جاتے ہیں ۔ اور اُنہی نرم ہونٹوں کے پیچھے سے وہ ہولناک کچلیاں نکل آتی ہیں جو کسی جانور پر رحم نہیں جانتیں ۔ پس اس صورتحال کا بھی جائزہ لینا چاہیئے کہ وہ کون سے وقت ہوتے ہیں جب انسان پہچانے جاتے ہیں ۔ ایک اردو شاعر نے بہت اچھی بات کہی جب یہ کہا کہ :-

ع اک ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
لیکن اتنا تو ہوا ۔ کچھ لوگ پہچانے گئے

مگر مغربی دنیا کے عرب دوستوں کے متعلق حسرت سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ذرا سی بات تو درکنار عالم اسلام پر قیامت بھی ٹوٹ پڑے تو ان کے برسوں کے یارانے نہیں جاتے اور ان سے دوست پہچانے نہیں جاتے ۔

یہ ہے خلاصہ اس پس منظر کا جس کی روشنی میں مَیں آپ کے سامنے کچھ دوسرے امور رکھنا چاہتا ہوں ۔ جن کا زیادہ تر تعلق مختلف قوموں کو مشورے دینے سے ہے ۔

لامذہب سیاست کے مقابل اسلامی سیاست کے اصول

قدیم سے لامذہب سیاست کے تین اصول رہے ہیں جو مشرق اور مغرب میں برابر اور مشترک ہیں ۔ یہ نہیں کہہ سکتے یہ مغربی سیاست کے اصول ہیں یا مشرقی سیاست کے اصول ہیں ۔ کل کے ہیں یا آج کے ۔ ہمیشہ سے یہی اصول چلے آ رہے ہیں ۔ یعنی سیاست اگر لامذہب اور بے دین ہو تو پہلا اصول یہ ہے کہ قوم، وطن یا گروہ کا مفاد جب بھی عدل کے مفاد سے ٹکرائے تو قوم، گروہ اور وطن کے مفاد کو عدل کے مفاد پر لازماً ترجیح دو اور فوقیت دو ۔ خواہ عدل کو اس کے نتیجے میں پارہ پارہ کرنا پڑے ۔ قرآنِ کریم کا اصول سیاست اس سے بالکل مختلف ہے ۔ اور برعکس ہے جو یہ ہے ---
------ (المائدہ : ۹) کہ اے مسلمانو! تمہاری سیاست اور طرح کی ہے ۔ یہ الٰہی فرمان کے تابع سیاست ہے اور اس کا بنیادی اٹل اصول یہ ہے کہ کسی قوم کی شدید دشمنی بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اُس سے ناانصافی کا سلوک کرو ۔ ہمیشہ عدل پر قائم رہو ۔ کیونکہ عدل تقویٰ کے قریب تر ہے ۔

دوسرا اصول سیاست یعنی بے دین سیاست کا اصول یہ ہے کہ اگر طاقت ہو تو مفادات کو طاقت کے زور سے ضرور حاصل کرو ۔ کیونکہ "MIGHT IS RIGHT" (جس کی لاٹھی اس کی بھینس) طاقت ہی صداقت ہے ۔ اور اس کے سوا دنیا میں صداقت کی اور کوئی تعریف نہیں ۔

قرآنِ کریم اس کے برعکس ایک مختلف اصول پیش فرماتا ہے جو یہ ہے ---------
----- (انفال : ۴۳) یعنی وہی ہلاک کیا جائے جس کی ہلاکت پر کھلی کھلی صداقت گواہ ہو اور وہی زندہ رکھا جائے جس کے حق میں کھلی کھلی صداقت گواہی دے ۔

پس اسلام کا اصول MIGHT IS RIGHT کے بالکل برعکس RIGHT IS MIGHT بنتا ہے ۔

تیسرا اصول جو لادینی سیاست کا بنیادی حصّہ ہے وہ یہ ہے کہ مقصد کے حصول کے لئے بے دریغ جھوٹا پروپیگنڈا کرو ۔ یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ جتنا زیادہ فریب اور ملمع کاری سے کام لیا جائے اتنا ہی زیادہ بہتر اور قوم کے مفاد میں ہے ۔ پس دشمن کو صرف میدانِ جنگ میں شکست نہ دو بلکہ جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے اس کو نظریات اور اصولوں کی دنیا میں بھی شکست خوردہ بنا کے دکھاؤ ۔

ازل سے ، جب سے سیاست کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے یہی تینوں اصول ہمیشہ ہر جگہ کارفرما دکھائی دیں گے سوائے اُن استثنائی ادوار کے جب سیاست بعض شرفاء کے ہاتھ میں چلی گئی ہو ۔ جو دینی اور اخلاقی اقدار کی قدر کرتے ہوں ۔ یا جب مذہب کی دنیا میں خدا تعالیٰ نے دنیاوی طاقت بھی عطا کر دی ہو ۔

قرآن کریم اس اصول کے بالکل برعکس یہ اصول پیش فرماتا ہے ---------- (حج : ۳۱)

پھر دوسری جگہ فرمایا ---------- (انعام : ۱۵۳) کہ لفظوں کی لڑائی میں بھی، لفظوں کے جہاد میں بھی تمہیں سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا ۔ سچائی کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا اور جھوٹ کو قبول کرنا یہ شرک کی طرح ناپاک اور نجس ہے ۔ فرمایا ---------- بات بھی کرو تو عدل کے ساتھ کرو ---------- خواہ تمہاری بات کا نقصان تمہارے قریبی کو پہنچتا ہو اس کی کچھ پرواہ نہ کرو ۔

آج کی اسلامی دنیا کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ خدا اور دین محمدؐ کے نام پر جہاد کا اعلان کرتے ہیں ۔ لیکن سیاست کی تینوں شرائط لادینی سیاست سے اخذ کر لی ہیں ۔ اور قرآن کریم کی اس غالب سیاست کو چھوڑ دیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں اب تک جتنی دفعہ مسلمان اپنے اور اسلام کے دشمنوں سے ٹکرائے ہیں (سوائے اس کے کہ اللہ چاہے) معمولی اتفاق کے سوا ہر دفعہ نہایت ہی ذلت ناک اور عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے ۔ حالانکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کا یہ کھلا کھلا بلکہ اٹل وعدہ تھا کہ ---------- (حج : ۴۰) کہ خبردار ۔ میری خاطر ۔ میرے نام پر جہاد کے لئے نکلنے والو سنو! تم کمزور ہو مگر مَیں کمزور نہیں ہوں ۔ مَیں تم سے وعدہ کرتا ہوں اور یہ وعدہ اٹل ہے ---------- ان کمزور اور دنیا کی نظر میں نہایت حقیر لوگوں کو جو خدا کی خاطر جہاد پر نکلے ہیں ضرور خدا کی نصرت عطا ہوگی ۔ اور ان کو اپنے غیروں پر غالب کیا جائے گا ۔

یہ سوال آج مسلمان ذہن کو جھنجھوڑ رہا ہے اور اسی لئے مَیں نے اس کو بہت اہمیت دی ہے تاکہ مشرق سے مغرب تک کے دُکھے ہوئے مسلمان دِلوں کو سمجھاؤں کہ یہ شکست اسلام کی شکست نہیں ہے بلکہ یہ شکست ان مسلمانوں کی ہے جنہوں نے اسلام کے اصولوں کو ترک کر کے شکست خوردہ اصولوں کو اپنا لیا ۔ پس یہ جنگ حق اور باطل کی جنگ نہیں رہی ۔ یہ طاقت اور کمزوری کی جنگ بن گئی ۔ نہ خدا اس طرف رہا نہ خدا اُس طرف رہا ۔ اور جب طاقت اور کمزوری کی جنگ بن جائے تو طاقت لازماً جیتتی ہے اور اسی کا مطلب ہے "MIGHT IS RIGHT" پس خلیج کی جنگ کے اس دردناک واقعہ میں ہمارے لئے بہت گہرے سبق ہیں اور سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے اعلیٰ ، پائیدار اور ناقابلِ تسخیر اصولوں کی طرف لازماً لوٹنا ہوگا ۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کے حق میں یہ وعدہ پورا نہیں ہوگا کہ ارض کے اوپر خدا کے پاک بندوں کی حکومت لکھی جا چکی ہے ۔ الارض یعنی فلسطین کی زمین ہو یا ساری دنیا مراد ہو جب تک (نیکی کرنے والے بندے) ---------- پیدا نہیں ہوتے اور قرآن کریم کے پاکیزہ ، ہمیشہ زندہ رہنے والے ، ہمیشہ غالب آنے والے اصولوں پر عمل نہیں کرتے اس وقت تک ان کے مقدر میں کوئی دنیاوی فتح بھی نہیں لکھی جائے گی ۔

پس مسلمانوں کے دلوں پر جو ظلم کی آری چلائی جا رہی ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ گویا حق اتحادیوں کے ساتھ تھا اور حق کو جھوٹ اور باطل پر فتح ہوئی ہے یہ ہرگز درست نہیں ۔

کُردوں پر ظلم کی ابتداء کس نے کی ؟

اس ضمن میں ایک اور بات آپ کے علم میں آنی چاہیئے کہ ایک امریکن جرنیل بار بار یہ کہتے رہے کہ ہم سارے سفید ٹوپیوں والے ہیں اور عراق اور عراق کے ساتھی سارے کالی ٹوپیوں والے ۔ ایک جاہلانہ ، مغربی ناولوں کا تصوّر ہے کہ جو اُن کے اڑاکا پستول کے ماہر اچھے ہوں وہ سفید ٹوپیاں پہنا کرتے ہیں اور جو بدمعاش ان کے مقابل پر ہوں جن پر وہ غالب آتے ہوں وہ کالی ٹوپیاں پہنتے ہیں ۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ یہ سفید اور کالے کی جنگ نہیں تھی ۔ اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ صدّام حسین اتنا ظالم اور سفاک ہے کہ اس نے کُردوں کو گیس کا عذاب دے کر مارا اور پھر کُردوں کے گاؤں کے گاؤں بمباری کے ذریعے ملیا میٹ کر دیئے ۔ اگر یہ بات درست ہے اور غالباً درست ہے تو یہ ایک ایسا بھیانک جُرم ہے جس کے لئے جو ظلم کرنے والا ہے وہ خدا کے حضور جوابدہ ہوگا اور تاریخ کے سامنے بھی جوابدہ ہوگا ۔ مگر یہ ساری تصویر نہیں ہے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ جُرم صدام حسین کو کن قوموں نے سکھایا تھا اور کیسے سکھایا تھا ۔

۱۹۲۰ء کی بات ہے کہ انگریزوں کی یہ پالیسی تھی کہ کُردوں کو عراقیوں کا غلام بنا دیا جائے ۔ جب کُردوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی تو ۱۹۲۰ء میں سب سے پہلے برطانیہ کی حکومت نے نہتے اور کمزور کُردوں پر گیس کے بم برسائے اور نہایت دردناک طریق پر ہزار ہا کا قتلِ عام کیا ۔

اس کے بعد مسلسل انگریزوں نے کُردوں کو عراق کا غلام بنانے کی خاطر سالہا سال تک ان غریبوں کے دیہات پر بمباری کی ۔ چنانچہ اس بمباری کا ایسا اثر اس زمانے کے ان لڑنے والوں پر بھی پڑا جن کے ذریعے بمباری کی جا رہی تھی کہ ایک برطانوی ایئر فورس کے بہت بڑے افسر نے اس پر احتجاج کے طور پر استعفیٰ دے دیا (۱۹۲۲ء کی بات ہے) کہ یہ ظلم مَیں برداشت نہیں کر سکتا ۔ ایسا خوفناک ظلم توڑا جا رہا ہے کُردوں پر ۔ کہ میری حد برداشت سے باہر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر یہ کہا جاتا ہے کہ ایران میں بھی صدر صدام نے انہی جرائم کا ارتکاب کیا اور کثرت کے ساتھ ایرانیوں کو گیس کا عذاب دے کر مارا اور ان کی شہری آبادیوں پر بمباری کی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں بھی گیس بنانے کے سامان مغرب نے ان کو مہیا کئے اور دور مار توپیں بھی مغرب نے مہیا کیں اور سب سے زیادہ مالی امداد کرنے والے سعودی عرب اور کویتی تھے اور امریکہ مسلسل ان کی حمایت میں کھڑا رہا ہے۔

پس یہ درست ہے کہ صدام نے انسانیت کے خلاف جو جرائم کئے ہیں وہ ان کے لئے جوابدہ ہے مگر یہ درست نہیں کہ صرف صدام ہی نے یہ جرائم کئے ہیں اور بھی بہت سے جرم کرنے والے ہیں اور وہ اتحادی جو اس وقت پاکباز اور معصوم بنا کر پیش کئے جا رہے ہیں ان کے اندر بڑے بڑے ظالم اور سفاک موجود ہیں جنہوں نے ہمیشہ جب ان کو ضرورت پیش آئی جرم کی حمایت کی اور سفاکی کا دل بڑھایا۔ پس یہ جنگ سچ اور جھوٹ کی جنگ نہیں ہے۔

تاریخ رخ بدلتی رہتی ہے

...... نوجوان خصوصیت سے سخت دل شکستہ ہیں اور جو اطلاعیں مجھے دنیا سے مل رہی ہیں۔ بعض نوجوان بچوں اور عورتوں، لڑکیوں وغیرہ کا یہ حال ہے کہ ان ظلموں کو دیکھ دیکھ کر جو عراق پر توڑے جا رہے ہیں رو رو کر انہوں نے اپنی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔ خود انگلستان میں ہی بعض بچے اور بعض بچیاں مجھے ملنے آئے۔ درد کی شدت سے ان سے بات نہیں ہوتی تھی بات کرتے کرتے ہچکیاں بندھ گئیں کہ ہمیں بتائیں یہ کیا ہو رہا ہے کیوں ہمارا خدا ان کی مدد کو نہیں آ رہا۔ ان کو میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ :۔

اوّل تو یہ کہ جب خود خدا کے بندے توحید کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں اور اسلام کے پاکیزہ اصولوں کو اپنانے کی بجائے دشمنوں کے ناپاک اصولوں کو اپنا لیں تو خدا نہ اِدھر رہتا ہے نہ اُدھر رہتا ہے اور یہ حق و باطل کی جنگ نہیں رہتی۔

دوسرے یہ کہ جہاں تک دنیاوی جنگوں کا تعلق ہے اس شکست کے ساتھ وقت ٹھہر تو نہیں گیا۔ تاریخ تو جاری و ساری ہے۔ ابھی چند دن گزرے ہیں تاریخ اپنے رخ ادلتی بدلتی رہتی ہے۔ وقت پلٹ جاتے ہیں اور آج کچھ ہے تو کل کچھ ہو جاتا ہے۔ بعض قوموں نے سینکڑوں سال تک جبر و استبداد کی حالت میں زندگی گزاری اور پھر خدا نے ان کو اپنے دشمنوں پر فتح عطا فرمائی۔ پس خدا کے وقت کے مطابق سوچ پیدا کریں۔ اپنے وقت کے مطابق عجلت سے کام نہ لیں۔ دنیا کی تاریخ ایک جاری و ساری سلسلہ ہے جو ہمیشہ ایک حال پر قائم نہیں رہا کرتا۔ آپ کے دل کی تسلی کے لئے میں آپ کو تاریخ میں کچھ پیچھے لے جاتا ہوں۔ ۱۹۱۹ء میں جو کچھ یورپ میں ہو رہا تھا اس کی یاد آپ کو دلاتا ہوں یہ وہ سال ہے جبکہ جیتی ہوئی اتحادی طاقتیں جرمنوں کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کے لئے ورسائے (VERSALLES) میں اکٹھی ہوئی تھیں۔ وہ سال انگلستان کے الیکشن کا سال بھی تھا۔ لائیڈ جارج وزیر اعظم نے یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے یہ بیان دیا کہ میں جرمن نمبو (LEMON) کو اس سختی سے نچوڑوں گا کہ اس کے بیجوں سے چرچرانے کی آواز آنے اور ہائے ہائے کی صدائیں اٹھنے لگیں۔ اس ارادے کے ساتھ یہ ورسائے کے لئے روانہ ہوئے۔ مبصر لکھتا ہے کہ ورسائے پہنچ کر جب انہوں نے فرانسیسی نمائندوں کے انتقامی ارادوں پر اطلاع پائی تو وہ سمجھے کہ میرے ارادے تو ان کے مقابل پر بخشش اور حلم کا نمونہ ہے۔ فرانسیسی نمائندوں میں ایسی خوفناک انتقامی کارروائیوں کے جذبات تھے کہ گویا ہر جرمن کو ملیا میٹ کرنے کا فیصلہ تھا۔ بہرحال آپس میں افہام و تفہیم کے ذریعے کچھ ایسے فیصلے کئے گئے جن کے نتیجے میں اس بات کو لازمی بنا دیا گیا کہ آئندہ کبھی جرمن قوم کسی اور قوم کے خلاف ہتھیار نہ اٹھا سکے۔ وہی تصویر ہے جو آج عراق کی صورت میں ان کے ارادوں کی شکل میں آپ کو دکھائی دیتی ہے لیکن کچھ عرصے کے بعد اس بات کو مزید یقینی بنانے کے لئے ۱۹۲۸ء میں امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ اور فرانس کے وزیر اعظم نے مل کر (سیکرٹری آف سٹیٹ کا نام مسٹر فرینک کیلوگ MR. FRANK KELLOGG تھا) انہوں نے یورپ میں پندرہ مغربی ممالک کی ایک کانفرنس بلائی جس کا عنوان یہ تھا کہ جنگ کو OUT LAW کر دیا جائے یعنی ایسا مفرور مجرم قرار دے دیا جائے جس کے قتل کا سب کو حق ہے۔ عملاً یہ اعلان تھا کہ ہم اب جنگ کو ہمیشہ کے لئے دفنا دیں گے۔ ۱۵ ملکوں کے نمائندے اکٹھے تھے ...... کیسے خبر تھی کہ اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد یعنی ۱۹۲۸ء کو ۱۱ سال بمشکل گزریں گے کہ وہی مردہ دوبارہ زندہ ہو جائے گا اور ایک ملک یا ایک براعظم کو تاخت و تاراج نہیں کرے گا بلکہ اس کی ہیبت سے مشرق سے مغرب تک قوموں کے ایوان لرزنے لگیں گے اور بموں کے دھماکوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔ پس دیکھو آناً فاناً یعنی تاریخ کے نقطۂ نگاہ سے چند سال آناً فاناً کی بات ہوا کرتی ہے۔ آناً فاناً کیسے مناظر بدل گئے۔ خدا زندہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ انسانی نسلیں آتی ہیں اور گزر جایا کرتی ہیں۔ اس لئے میں یہ نہیں کہتا کہ تم تاریخ کے ان اتفاقات پر بھروسہ کرو۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تاریخ کے اس ادلنے بدلنے کے مضمون کو پیش نظر رکھو اور مایوس نہ ہو۔ لیکن بھروسہ خدا پر رکھو جو دائمی ہے اور جس پر دنیا کی کوئی طاقت غالب نہیں آ سکتی۔ وہ ہر دنیا کی اور ہر کائنات کی طاقت کو مغلوب کر سکتا ہے اس کے ہاتھ میں ان طاقتوں کی کوئی بھی حیثیت نہیں پس اگر تم مظلوم اور مجبور ہو اور درد سے کراہ رہے ہو تو اس درد کو دعاؤں میں خدا کے حضور پیش کر دو۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ تمہاری ہر شکست اس طریق پر فتح میں تبدیل ہو جائے گی۔

اتحادیوں کو مشورہ

میں اتحادی فوجوں کو بھی یہ مشورہ دیتا ہوں اور اتحادی ملکوں کے سربراہوں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر آپ کو بنی نوع انسان کی بھلائی مقصود ہے۔ اگر واقعی آپ دائمی امن چاہتے ہیں۔ تو آپ کی سیاست کے اصول تو بار بار پیٹے جا چکے ہیں اور پٹ چکے ہیں۔ اور کبھی بھی دنیا میں امن قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس لئے خدا کے لئے اب تو عبرت حاصل کرو۔ اور اسلام کے سیاست کے ان اصولوں کو اپناؤ جو تقویٰ کے ساتھ وابستگی رکھتے ہیں۔۔ جن کی جڑیں تقویٰ میں ہیں جو تقویٰ کے پانی سے پلتے ہیں اور تقویٰ کی طاقت سے نشوونما پاتے ہیں۔ اگر تم اسلام کے ان تین اصولوں کو اپنا لو جن کا میں ذکر کر چکا ہوں تو یہی ایک ذریعہ ہے کہ جس سے دنیا کو دائمی امن کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو جبر و استبداد کی طاقتیں خواہ مغربی ہوں یا مشرقی، ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرانے والا امریکہ ہو یا انڈونیشیا میں بربریت کی نئی حیرت انگیز مثالیں اور نہایت دردناک مثالیں قائم کرنے والا جاپان ہو میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کی نیتیں وہی رہیں جو ہمیشہ سے سیاستدان کی نیتیں چلی آتی ہیں اور اخلاق کی بجائے خود غرضیاں ان کی بنا ہوئی تو کبھی دنیا کو امن عطا نہیں کر سکتے۔ دنیا کی طاقتور قوموں کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنی نیتوں کے جنگلوں میں چھپے ہوئے بھیڑیوں کو ہلاک کریں۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو صدام کی ایلائیٹ فورس کو تباہ کرنے سے دنیا میں امن کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ تمام عراق کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں تب بھی دنیا میں امن کی کوئی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ انسان کو ہلاک کرنے کے لئے اس کی نیتوں میں بھیڑیئے چھپے ہوئے ہیں۔ جب تک نیتوں میں پوشیدہ بھیڑیوں کو انسان ہلاک نہیں کرتا اور عدل پر قائم ہونے کے عہد نہیں کرتا اس وقت تک دنیا کو ہرگز امن کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی

قرآنی نظام عدل کی خلاف ورزیاں

لیکن یہاں ایک بہت ہی اہم سوال اٹھتا ہے کہ جب تک قرآن کا پیش کردہ نظام عدل اسلامی دنیا خود قبول نہ کرے اور اپنے اپنے ملکوں میں اسلام کا نظام عدل جاری کر کے نہ دکھائے اور اپنے نظریات کو عادلانہ نہ بنائے، اس وقت تک وہ دنیا کو کیسے اسلام کے عدل کی طرف بلا سکتی ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ جب تک عالم اسلام خود عدل پر قائم نہیں ہوتا یعنی قرآن کے تصورِ عدل پر قائم نہیں ہوتا، نہ عالم اسلام دنیا کو عدل عطا کر سکتا ہے نہ دنیا سے عدل کی توقع رکھ سکتا ہے۔ اس ضمن میں ہم دیکھتے ہیں کہ عالم اسلام میں نہایت ہی خوفناک ایسی باتیں رائج ہیں جو اسلام کے ساتھ بیوفائی کا حکم رکھتی ہیں اور بجائے اس کے کہ اسلام کی عادلانہ تعلیم کو سمجھیں اور قبول کریں، اسلام کو دنیا کے سامنے ایک ایسے مذہب کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جس کا عدل کے ساتھ کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اس میں سب سے بڑا قصور ملاں اور سیاستدان کا ہے۔ ان دونوں کے گٹھ جوڑ کے نتیجے میں اسلام کے نظام عدل کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ تین ایسے نظریات اسلام کی طرف منسوب کر کے پیش کئے جا رہے ہیں کہ جن کے نتیجے میں بیرونی دنیا میں اسلام کی تصویر ظالمانہ طور پر مسخ ہو کر پیش ہو رہی ہے اور ہر اسلامی ملک سے بھی امن اٹھتا چلا جا رہا ہے۔ پہلا نظریہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ تلوار کا استعمال نظریات کی تشہیر میں نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے اور تلوار کے زور سے نظریات کو تبدیل کر دینے کا نام اسلامی جہاد ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ عیسائیوں یا یہود یا ہندوؤں یا بدھوں کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی مسلمان کے نظریے کو بزور تبدیل کریں لیکن خدا نے یہ حق سارے کا سارا مسلمانوں کے سپرد کر رکھا ہے۔ کیسا غیر عادلانہ، کیسا جاہلانہ تصور ہے لیکن اسے اسلام کے نام پر ساری دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔

پھر دوسرا جزو اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو کسی کا حق نہیں کہ اسے موت کی سزا دے۔ تمام دنیا میں جہاں کوئی چاہے اپنے دین کو چھوڑ چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوتا رہے، دنیا کے کسی مذہب کے ماننے والوں کو حق نہیں کہ اسے موت کی سزا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیں لیکن اگر کوئی مسلمان دوسرا مذہب اختیار کرلے تو دنیا کے ہر مسلمان کا حق ہے کہ اس کی گردن اڑا دے۔ یہ اسلام کا دوسرا منصفانہ اصول ہے۔ جو اسلام کے علمبردار خدا اور قرآن کے نام پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ شریعت اسلامیہ کو زبردستی ان شہریوں پر بھی نافذ کریں جو اسلام پر ایمان نہیں لاتے لیکن دوسرے مذاہب کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی اپنی شریعت مسلمانوں پر نافذ کریں۔ چنانچہ اس نظریۂ عدل کی رُو سے یہود کو بھی یہ حق نہیں کہ مسلمانوں سے طالمود میں بیان کردہ سلوک کریں اور ہنود کو بھی یہ حق نہیں کہ مسلمانوں سے منوسمرتی میں بیان کردہ اصولوں کے مطابق سلوک کریں۔ پس یہ تیسرا تصورِ عدل ہے۔ یہ صرف تین مثالیں ہیں لیکن حقیقت میں آپ مزید جائزہ لیں تو بہت سے اور امور بھی ایسے ہیں جن میں آج کے مولوی کا پیش کردہ تصوّرِ اسلام قرآن کریم کے واضح اور بیّن اصولِ عدل سے متصادم ہے اور اسے ردّ کرنے کے مترادف ہے۔ آج دنیا میں اسلام کے خلاف سب سے زیادہ استعمال ہونے والا ہتھیار یہی وہ تین اصول ہیں جن کی فیکٹریاں مسلمان ملکوں میں لگائی گئی ہیں۔ یہود سب سے زیادہ کامیابی کے ساتھ ان تین اسلامی اصولوں کو یعنی (اللہ تعالیٰ پناہ دے) اسلامی اصولوں کو، مولویوں کے بنائے ہوئے اسلامی اصولوں کو کہنا چاہیئے، مغربی دنیا میں اور دوسری دنیا میں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے تمہیں کس طرح امن نصیب ہو سکتا ہے؟ ان لوگوں سے ہمیں کس طرح امن نصیب ہو سکتا ہے جن کا انصاف کا تصوّر اور عدل کا تصوّر ہی پاگلوں والا تصوّر ہے۔ جس کے اندر کوئی عقل کا شائبہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ مسلمانوں کے لئے اور حقوق، غیروں کے لئے اور حقوق، سارے حقوق دنیا میں رائج کرنے کے مسلمانوں کو اور سب غیر ہر دوسرے حق سے محروم اگر (اللہ تعالیٰ پناہ دے) یہ قرآنی اصول ہے تو لازماً ساری دنیا اس اصول سے متنفر ہوگی اور مسلمانوں کو امنِ عالم کے لئے شدید خطرہ محسوس کرے گی۔ پس صرف یہی کافی نہیں کہ غیروں سے ان زیادتیوں کے شکوے کئے جائیں جو مسلمانوں پر کی جاتی ہیں اپنے پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ یہ زیادتیاں کیوں ہو رہی ہیں اور شاطر دشمن کس طرح مسلمانوں کے خلاف خود مسلمانوں کے بنائے ہوئے ہتھیاروں کو استعمال کر رہا ہے پس امر واقعہ یہی ہے کہ اسلامی ممالک میں اسلام کی طرف منسوب ہونے والے نہایت مہلک ہتھیاروں کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں اور ملاں ان کارخانوں کو چلا رہے ہیں اور بھاری تعداد میں دشمن ممالک میں یہ ساور کو بھیجے جاتے ہیں اور ان کی برآمد ہوتی ہے اور پھر یہی ہتھیار عالمِ اسلام کے خلاف استعمال کئے جاتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسلمان سیاستدانوں کا بھی اس میں بہت بڑا قصور ہے۔ انہوں نے خود اسلام کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ ... یقین کرلیا کہ ملاّں اسلام کی جو بھی تصویر پیش کر رہا ہے وہی درست ہے لیکن ان کے ضمیر نے اور ان کی روشن خیالی نے اس تصویر کو ردّ کیا ہے۔ لیکن یہ جرأت نہیں رکھتے کہ ان نظریات کو غیر اسلامی سمجھتے ہوئے بھی ان کی مخالفت کر سکیں۔ پس اس نفسیاتی الجھن نے تمام اسلامی سیاست کو مریض بنا رکھا ہے، دوغلا اور منافق بنا دیا ہے اپنے عوام ان ... کے سپرد کردیئے ہیں جو ازمنہ وسطیٰ کی سوچ رکھتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے روشن زمانے سے روشنی حاصل نہیں کرتے۔ اس لئے جب انہوں نے اپنے عوام کو ہی ان کے ہاتھ میں دے دیا تو ان کی طاقت سے ڈر کر وہ کھلم کھلا یہ کہنے کی جرأت نہیں رکھتے کہ یہ اصول غلط ہیں کیونکہ وہ خود بھی ان کو (اللہ تعالیٰ پناہ دے) اسلامی اصول سمجھ رہے ہیں۔ پس اب وقت ہے کہ حکومتیں ہوش کریں اور عالم اسلام جو دو نیم ہوا پڑا ہے، سیاست کی دنیا الگ ہے اور مذہبی سوچ کی دنیا الگ ہے، اور ان دونوں کے درمیان تصادم ہے۔ یہ دوسرا خطرناک پہلو ہے جس کے نتیجے میں عالمِ اسلام کو خود اپنی طرف سے بھی خطرہ ہے اور اس خطرے کی بیخ کنی ضروری ہے بلکہ فوری ہے ورنہ ایک نئے جہان کا نظام نو بنانے میں مسلمان کوئی کردار ادا نہیں کرسکیں گے۔ پس ضروری ہے کہ مسلمان حکومتیں واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کریں کہ قرآن کے نظام عدل سے ٹکرانے والا کوئی نظریہ اسلامی نہیں کہلا سکتا۔ اس سے بڑی اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ بار بار علماء کو چیلنج کریں کہ آؤ اور اس میدان میں ہم سے مقابلہ کرو۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ قرآن کریم کا نظام عدل واضح اور بیّن اور غیر مبہم ہے اور عالمی ہے۔ قومی نہیں ہے۔ اگر عالمی نہ ہو تو نظام عدل کہلا ہی نہیں سکتا۔ بین الاقوامی ہے، (قطعی) ABSOLUTE ہے۔ پہلے اس بات پر بحث کرو کہ یہ ہے کہ نہیں اور اگر ہے تو تمہیں ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم کے نظام عدل سے ٹکرانے والا ہر نظریہ غیر اسلامی ہے۔

دوٹوک فیصلوں کی ضرورت

دوسرے اس اعلان کی ضرورت ہے کہ ہر وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف غیر عادلانہ نظریہ منسوب کرے گا وہ کلام الٰہی کی گستاخی کا مرتکب شمار ہوگا اور ساتھ ہی یہ اعلان کیا جائے کہ ہر وہ شخص جو حدیثِ رسول کی طرف قرآن کریم کے خلاف نظریات منسوب کرنے کی کوشش کرے، وہ کلامِ رسول کی گستاخی کا مرتکب شمار کیا جائے گا۔ یہ ایک ہی لائحہ عمل ہے جو عالم اسلامی کے اندرونی تضادات کو دور کر سکتا ہے۔ اگر آج کسی سیاستدان کے دماغ میں روشنی ہے اور وہ تقویٰ رکھتا ہے اور انصاف کا دامن پکڑے ہوئے ہے، اگر آج اس میں یہ جرأت ہے کہ حق بات کر سکے اور حق طریق پر کر سکے، اگر آج وہ اپنی قوم اور عالم اسلام سے محبت رکھتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس میدان میں اسلام کے حق میں جہاد کا آغاز کرے ورنہ یہ میدان نہ جیتا گیا تو کوئی اور میدان نہیں جیتا جائے گا۔

اگرچہ ایک گونہ منافقت کے ذریعے مسائل ٹل رہے ہیں لیکن بلا ہمیشہ کے لئے سر سے اتر نہیں گئی۔ عالم اسلام میں ہم یہ واقعہ بار بار ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ جب بھی عالمِ اسلام کو کہیں سے کوئی خطرہ درپیش ہو رہا ہیں ... ایک انتہا پسند انقلاب کے خطرات سر پہ منڈلانے لگتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اگر حکمت کے ساتھ بر وقت اس کا انسداد نہ کیا گیا اور عوام کی سوچ میں اور سیاست کی سوچ میں مذہبی اور سیاسی نقطۂ نگاہ سے یکجہتی پیدا نہ کی گئی تو اسلامی ممالک ہمیشہ کمزور رہیں گے اور ہمیشہ اندرونی خطرات کی وجہ سے یہ زلزلوں میں مبتلا رہیں گے اور کبھی ان کو استحکام نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دوٹوک فیصلوں کی ضرورت ہے اور آج ان فیصلوں کی ضرورت ہے کیونکہ وقت بڑی تیزی سے گذر رہا ہے اور ہم سے مزید رحم کا سلوک نہیں کرے گا۔ رحم کا سلوک؟ کتنی دفعہ ہمیں سزا دے چکا ہے۔ کتنی دفعہ ہمیں دنیا میں ذلیل اور رسوا کر چکا ہے۔ اگر آج نہیں اٹھو گے تو پھر کبھی نہیں اٹھ سکو گے۔ اس لئے اٹھو اور یہ فیصلے کرو اور خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ فیصلے کرو کہ حق کے لئے حق نام کی تلوار اٹھاؤ گے اور وہ نظریاتی جہاد شروع کردو گے جس کی قرآن کریم نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ تم پر اس جہاد کو واجب کر رہا ہے

یہی وہ خطرات ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے، جن کی وجہ سے کسی اسلامی ملک میں حقیقی جمہوریت آ ہی نہیں سکتی۔ اگر جمہور کی بات کریں تو جمہور کی تعلیم و تربیت کا کوئی مؤثر انتظام نہیں ہے۔ نہ سیاسی سوچ میں ان کو شامل کیا جاتا ہے، نہ مذہبی سوچ میں ان کو شامل کیا جاتا ہے بلکہ حکمران طبقہ اُن کے نام پر ووٹ لے کر، اُبھر کر، ایک نیا تشخص حاصل کر لیتا ہے۔ پس ایسے ملک جہاں حکمران طبقے اور عوام الناس میں سوچ اور مذہبی خیالات کی ہم آہنگی نہ ہو وہاں اگر جمہوریت آ بھی جائے تو آمر پیدا کر سکتی ہے جمہوری حکمران پیدا نہیں کر سکتی اور دنیا میں بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ جمہوری عمل کے ذریعے آمر پیدا ہوتے ہیں اور اس سے زیادہ خطرہ یہ ہے کہ چونکہ مسلمان حکمرانوں کو ہمیشہ یہ خطرہ دامنگیر رہتا ہے کہ ..... ہمارے عوام ..... کہیں اس حد تک اسلام کے نام سے ہمارے خلاف نہ ..... (ہو جائیں) کہ ہمارے خلاف کسی قسم کا انقلاب برپا ہو جائے۔ اس خطرے کے پیشِ نظر وہ ضرور آمر بننا شروع ہو جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ جبر کو اختیار کرنے لگتے ہیں اور چونکہ جن پر ظلم کیا جاتا ہے وہ عوام کی نظر میں اسلام کے "سچے" ہمدرد ہوتے ہیں اس لئے دن بدن علماء کے حق میں اور سیاستدانوں کے خلاف نفرت کے جذبات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

قرآن کے نظامِ عدل کو مضبوطی سے پکڑنے کی ضرورت

پس یہ ایک مسئلہ نہیں۔ اس مسئلے کی کئی شاخیں ہیں اور ان سب مسائل کا ایک ہی علاج ہے جو میں نے بیان کیا ہے کہ قرآن کے عدل کے نظام کو اس طرح مضبوطی سے پکڑ لیں جیسے "عروۃ الوثقیٰ" پر ہاتھ ڈال دیا جاتا ہے جس کے لئے پھر ٹوٹنا مقدر نہ ہو۔ یہی وہ خدا کی رسی ہے، عدل کی رسی، جسے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اقوام عالم میں امن پیدا کرنے کے لئے لٹکایا تھا۔ اس رسی کا دامن چھوڑ کر آپ کو دنیا میں کہیں امن نصیب نہیں ہو سکتا۔ پس مضبوطی سے اس کڑے پر ہاتھ ڈالیں اور تمام دنیا کو بھی جو امن کی متلاشی ہے، اسی کڑے پر ہاتھ ڈالنے کے لئے دعوتیں دیں۔

پھر ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ جہاد کے دعاوی بھی کئے جاتے ہیں اور اعلان بھی کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ..... ان تین اصولوں کو تسلیم بھی نہیں کیا جاتا۔ یہ سیاستدان کا دوسرا جرم ہے۔ جانتے بوجھتے ہوئے کہ اسلام کا نظام عدل اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسم کی لڑائیوں کی تلقین نہیں کرتا جس قسم کی لڑائیوں کو ..... جہاد قرار دیتا ہے۔ جب بھی کوئی ملکی خطرہ درپیش ہو اور سیاسی جنگ سامنے ہو تو خود ...... عوام کو جہاد کے نام پر بلانے لگتے ہیں جس کے نتیجے میں دنیا ان قوموں سے مزید متنفر ہوتی ہے اور دل میں یقین کر لیتی ہے کہ ان کے سیاستدان ظاہری طور پر تو یہی کہتے ہیں کہ اسلام کے جہاد کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تلوار کے زور سے نظریات کو پھیلاؤ یا ہر لڑائی میں خدا کا نام استعمال کرو مگر جب ضرورت پڑتی ہے تو ہمیشہ اسی تصور کا سہارا لیتے ہیں۔ بار بار ہر جگہ ایسے ہوتا ہے اور ہوتا چلا آیا ہے۔ میں نے جہاں تک اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقدس دور کے بعد اگر مسلمان ملکوں کی لڑائیوں پر نظر ڈالیں تو آپ حیران ہوں گے کہ تمام لڑائیاں جہادِ مقدس تھیں۔ ایک بھی لڑائی مسلمانوں نے نہیں لڑی خواہ وہ غیروں کے ساتھ لڑی ہو یا اپنوں کے ساتھ لڑی ہو۔ خواہ وہ سُنّی، سُنّی کے درمیان ہو یا شیعہ شیعہ کے درمیان ہو یا شیعہ سُنّی کے درمیان ہو جو اُس وقت کے علماء اور اس وقت کے سیاستدانوں کے نظریوں کے مطابق جہادِ مقدس نہ ہو۔ عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کو جہاد کے سوا کوئی لڑائی پیش نہیں آتی۔ ساری دنیا کی قومیں سیاسی لڑائیاں لڑتی ہیں۔ ان کو ہر قسم کی لڑائیوں کے سامنے کرتے پڑتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے صرف جہاد ہی رہ گیا ہے اور اسی جہاد کی تاریخ میں بھاری حصہ مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے کا ہے اور ایک دوسرے کا جہاد کے نام پر قتل و غارت کیا گیا ہے۔

دَورِ حاضر کا ایک دردناک المیہ

پس یہ ..... تو المیے کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ایک دردناک المیے کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اب اس المیے کو ختم ہونا چاہیئے۔ دنیا کی نظر سے دیکھیں تو اس زمانے کا سب سے بڑا .... (المیہ) یہ نظریہ ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں جسے اسلام کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے اور اگر مسلمان کے دل کی نظر سے دیکھیں تو ایک انتہائی دردناک اور ہولناک المیہ ہے جو تیرہ سو سال سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔ اس لئے اگر اپنی تقدیر بدلنا چاہتے ہیں تو اپنے خیالات اور اپنے رجحانات اور اپنے اعمال میں پاک تبدیلیاں پیدا کریں۔ جب تک مسلمانوں کی سوچ میں انقلاب برپا نہیں ہوتا اس وقت تک وہ دنیا میں کوئی انقلاب برپا کرنے کے اہل نہیں ہو سکتے۔ اور پھر ظلم پر ظلم یہ کہ اس جہاد کے نظریے پر یقین رکھتے ہوئے جہاد کی تیاری کوئی نہیں۔ قرآن کریم نے تو یہ تعلیم دی تھی .... (الانفال: ۶۱)۔ کہ اے مسلمانو! اپنی خود حفاظتی کے لئے تیار رہو اور خوب تیاری کرو ہر ایسے دشمن کے خلاف جو تم پر کسی وقت بھی حملہ آور ہو سکتا ہے۔ ہر قسم کے میدان میں اپنے سواروں کے ذریعے اور پیدلوں کے ذریعے اُن سے مقابلے کے لئے ایسے تیار رہو کہ اُن پر دُور دُور تک تمہارا رُعب پڑ جائے اور کسی کو جرأت نہ ہو کہ ایسی تیار قوم پر حملے کا تصوّر کر سکے۔ وہ صرف تمہارے ہی دشمن نہیں بلکہ پہلے اللہ کے دشمن ہیں ...... پس تم تو اپنے دشمنوں سے غافل رہ سکتے ہو لیکن خدا اپنے دشمنوں سے غافل نہیں رہا کرتا ...... ایسے حال میں بھی کہ جب تم اُن سے بے خبر ہو گے خدا ان کو جانتا ہو گا۔ پس اگر تم تیاری کا حکم تسلیم کر لو اور دل و جان سے اس پر عمل کرو تو خدا تمہیں خوشخبری دیتا ہے کہ تمہاری غفلت کی حالت میں بھی پردہ پوشی سے کام لے گا اور تمہیں دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔

یہ ہیں اسلامی جہاد کو تسلیم کرنے کے بعد، اس پر عمل کا فیصلہ کرنے کے بعد مسلمانوں کی ذمہ داریاں جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں۔ ان پر کہاں عمل ہو رہا ہے۔ حالت یہ ہے کہ جتنے مسلمان ممالک ہیں یہ اسلحہ سازی میں ہر اُس ملک کے محتاج ہیں جن کے خلاف مسلمان جہاد کا اعلان کرتے ہیں۔ جن مغربی یا مشرقی قوموں کو مشرک اور خدا سے دُور اور خدا کے دشمن اور دُنیا پرست اور ظالم اور سفّاک بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور یہ حکم سنایا جاتا ہے کہ ان سے لڑنے کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔ راکٹ مانگنے کے لئے بھی ان کی طرف ہاتھ بڑھائے جاتے ہیں اور سمندری اور ہوائی جنگی جہاز مانگنے کے لئے بھی ان کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ توپیں بھی ان سے مانگی جاتی ہیں۔ ہر قسم کا دوسرا اسلحہ بھی اُن سے طلب کیا جاتا ہے۔ سادگی کی حد ہے۔ کہتے ہیں ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

لیکن یہ سادگی پھر بھی قرینِ قیاس ہے۔ سمجھ میں آ جاتی ہے۔ بھولا پن ہے مگر تمہاری سادگی جہالت کی انتہا ہے کہ جن کو دشمن قرار دیتے ہو۔ جن کو للکارتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمارے مذہب کی تلقین ہے کہ ہم تمہارے خون کا آخری قطرہ چوس جائیں اُن سے مخاطب ہو کے کہتے ہو کہ ہم نہتّے ہیں۔ ہمیں ہتھیار تو دو کہ تمہاری گردنیں اُڑائیں۔ اس سے بڑی جہالت اور کیا ہو سکتی ہے۔

پس اب ایک قوم کی قوم نے اپنے مفادات کی خودکشی کا فیصلہ کر لیا ہو تو کون ہے جو اُن کی مدد کو آئے گا اور کیسے کوئی اُن کی مدد کر سکے گا۔ ایسی قوموں کی تو پھر خدا بھی مدد نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... (الرعد: ۱۲)

ہرگز خدا تعالیٰ کسی قوم کی امداد کا فیصلہ نہیں کرتا، کسی قوم کی امداد کو نہیں آتا، اُس کے اندر تبدیلیاں پیدا نہیں کرتا ...... اس کے دونوں معنے ہیں یعنی یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو تبدیل کر لیں۔ ایک اور آیت میں اس کا یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ وہ قومیں جو اپنی نعمتوں کو خود اپنے ہاتھ سے ضائع نہ کر لیں، ضائع کرنے کا فیصلہ نہ کریں، اللہ تعالیٰ ان کی نعمتوں کو تبدیل نہیں کیا کرتا۔ اس آیت کو کھلا چھوڑا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے دونوں معانی ہو سکتے ہیں کہ وہ قومیں جو اپنی نعمتوں کو تبدیل کرتے ہیں جو خدا نے اُن کو عطا کی تھیں پہل نہ کریں اللہ تعالیٰ بھی ان کی نعمتوں کی حفاظت فرمائے گا اور دوسرا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قومیں جو خود اپنی تقدیر بنانے میں کوشش نہ کریں اور اپنے حالات کو تبدیل کرنے کی کوشش نہ کریں اللہ تعالیٰ کبھی اُن کو تبدیل نہیں کرے گا۔

پس عالمِ اسلام کو میرا مشورہ یہی ہے کہ پہلے اسلام کی طرف لوٹو اور اسلام کے دائمی اور عالمی اصولوں کی طرف لوٹو، پھر تم دیکھو گے کہ خدا کی برکتیں کس طرح تم پر ہر طرف سے نازل ہوتی ہیں۔

علوم وفنون میں ترقی کریں

دوسرا اہم مشورہ یہ ہے کہ علوم وفنون کی طرف توجہ کرو۔ نعرہ بازیوں میں کتنی صدیاں تم نے گذار دیں۔ تم نعرے لگا کر اور شعر و شاعری کی دنیا میں ممولوں کو شہبازوں سے لڑاتے رہے اور ہمیشہ شہباز تم پر جھپٹتے رہے اور کچھ بھی اپنا نہ بنا سکے۔ دوسری قومیں علوم وفنون میں ترقی کرتی رہیں اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں تم پر ہر پہلو سے فتح یاب ہوتی رہیں اور تم پر ہر پہلو سے فضیلت لے جاتی رہیں، اب اُن سے مقابلے کی سوچ رہے ہو اور وہ آزمودہ ہتھیار جو اُن کے ہاتھ میں تمہارے خلاف کارگر ہیں اُن کو اپنانے کی کوئی کوشش نہیں۔ پس بہت ہی بڑی اہمیت کی بات یہ ہے کہ علوم وفنون کی طرف توجہ دو اور مسلمان طالب علموں کے جذبات سے کھیل کر، اُن کو گلیوں میں لڑا کر، گالیاں دلوا کر اُن کی اخلاقی تباہی کے سامان نہ کرو اور ان کی علمی تباہی کے سامان نہ کرو اور پھر پولیس کے ذریعے انہیں ڈنڈے برسا کر یا گولیاں چلا کر اُن کی جسمانی تباہی کے سامان نہ کرو اور اُن کی عزتوں کی تباہی کے سامان نہ کرو۔ اب تک تو تم یہی کھیل کھیل رہے ہو۔ مسلمان نسلوں کو جوش دلاتے ہو اور پھر وہ بیچارے گلیوں میں نکلتے ہیں اسلام کی محبت کے نام پر، پھر ان کو رسوا اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ اُن پر ڈنڈے برسائے جاتے ہیں۔ اُن پر گولیاں برسائی جاتی ہیں اور اُن کو کچھ پتہ نہیں کہ ہم سے یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس لئے جذبات سے کھیلنے کی بجائے اُن کو حوصلہ دو، اُن کو سلیقہ دو، اُن کو تحمّل کی تعلیم دو۔ اُن کو بتاؤ کہ اگر تم دنیا کی قوموں میں اپنا کوئی مقام بنانا چاہتے ہو تو علم و فضل کی دنیا میں مقام بناؤ اور اس کے بغیر تمہیں دنیا میں تمہارا واجب قابلِ عزت مقام عطا نہیں ہو سکتا۔

غیر ملکوں کی امداد پر انحصار ختم کریں

اقتصادی استحکام کا یہ حال ہے کہ سوائے چند تیل کے ملکوں کے جن کو تیل کی غیر معمولی دولت حاصل ہے تمام مسلمان ممالک اور تمام تیسری دنیا کے ممالک ان امیر ملکوں کے سامنے دستِ طلب دراز کئے بیٹھے ہیں جن کی زیادتیوں کے شکوے کئے جاتے ہیں۔ جن کی غلامی کے خلاف اپنے عوام کو نفرت کی تعلیم دی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے آ کر ہمیں غلام بنا لیا اور ایسی قومیں ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ان سے ہمیں بالآخر انتقام لینا ہے۔ پس وہاں بھی تضادات پیدا کر دیئے جاتے ہیں۔ انگریز کا نام خود سعودی عرب میں لو یا کویت میں لو تو جو انگریز کی حمایت میں بولے گا وہ واجب القتل سمجھا جائے گا۔ امریکہ کا نام لینا گالی ہے لیکن ساری کی ساری قوم امریکنوں اور انگریزوں کے ہاتھ پر بکی ہوئی ہے اور ان کی بیعت کر چکی ہے اور کسی کو کوئی ہوش نہیں۔ پس جو غریب ممالک ہیں وہ بھکاری بنا دیئے گئے ہیں۔ جو امیر ممالک ہیں وہ اپنی بقا کے لئے اپنے مخالفوں پر انحصار پر مجبور ہو چکے ہیں۔ پس کیسی مفلسی کا عالم ہے کہ امیر ہو یا غریب ہو وہ بھکاری کے طور پر اس دنیا میں زندہ رہ سکتا ہے اور عزت اور آزادی کے ساتھ سانس نہیں لے سکتا۔ پس سب سے بڑا خطرہ عالمِ اسلام کو اور تیسری دنیا کو ان کی نفسیاتی ذلتوں سے ہے۔ وہ کیوں نہیں سمجھتے کہ بھکاری کبھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ اگر تم نے اپنے لئے بھکاری کی زندگی قبول کر لی ہے تو ہمیشہ ذلیل و رسوا رہو گے۔ غیر قوموں کے متعلق تو یہ کہہ سکتے ہو کہ ان کو اس کے خلاف کوئی تعلیم نہیں دی گئی، پر تم قیامت کے دن خدا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کیا جواب دو گے۔ کیا قرآن کی یہ آیت تمہارے خلاف گواہی نہیں دے گی کہ .... (سورۃ آل عمران: ۱۱۱) اے محمد مصطفیٰؐ کے غلامو! تم دنیا کی بہترین امت تھے جو دنیا پر احسان کرنے کے لئے نکالی گئی تھی۔ اور کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ نصیحت تمہارے خلاف گواہ بن کر نہیں کھڑی ہو گی کہ .... اوپر کا ہاتھ، عطا کرنے والا ہاتھ ہمیشہ نیچے کے یعنی بھیک مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ پس اپنی خوبیاں تو تم نے خود غیروں کے سپرد کر دیں۔ منگتے، بھکاری بن گئے اور فخر سے اپنی قوم کے سامنے تمہارے سیاستدان یہ اعلان کرتے ہیں کہ امریکہ نے اتنی بھیک منظور کر لی ہے اور امریکہ نے جو بھیک نہیں دی تھی وہ سعودی عرب نے منظور کر لی ہے۔ اگر تمہاری رگوں میں بھیک کا خون دوڑ رہا ہے تو کس طرح قوموں کے سامنے سر اٹھا کر چلو گے۔ شعروں کی دنیا میں بسنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اقبال کی پرستش کی جاتی ہے جو یہ کہتا ہے۔ ؎

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر مغنیاں لہک لہک کر یہ کلام دنیا کو سناتی ہیں اور مسلمان سر دھنتا ہے کہ ہاں اس رزق سے موت اچھی۔ لیکن ہر موت سے ان کے لئے وہ رزق اچھا ہے جو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے۔ کوئی قربانی کی موت اپنے لئے قبول نہیں کر سکتے۔ پرواز میں کوتاہی کی باتیں تو دور کی باتیں رہ گئی ہیں اب تو ہر تہہِ دام دانے پر لپکنے کا نام پرواز کی بلندی قرار دیا جاتا ہے۔ اس سیاستدان سے بڑھ کر اور کون اچھا سیاستدان ہو گا جو کشکول ہاتھ میں لے کر امریکہ کی طرف گیا اور وہاں سے بھی مانگ لایا اور جاپان کی طرف گیا اور وہاں سے بھی مانگ لایا اور روس کی طرف گیا اور وہاں سے بھی مانگ لایا۔ یہ اعلیٰ سیاست کی کسوٹی ہے۔ اعلیٰ سیاست کو پرکھنے کے معیار ہیں۔ یہ دینی سیاست تو نہیں۔ یہ اسلامی سیاست تو نہیں۔ یہ انسانی سیاست بھی نہیں۔ یہ بے غیرتی کی سیاست ہے اور واقعۃً اقبال نے سچ کہا ہے کہ اس رزق سے موت اچھی ہے جس رزق سے تمہارے ہاتھ اور پاؤں باندھے جاتے ہوں۔ تم خود بھی ذلیل اور رسوا ہوئے اور جن قوموں نے تمہیں اپنا سردار چنا اُن سب قوموں سے تم نے بے وفائی کی۔ اپنے عوام سے بے وفائی کی۔ اُن کو بڑی طاقتوں کا غلام بنانے کے تم ذمہ دار ہو، اے مسلمان سیاستدانو! اور اے لیڈرو! ہوش کرو اور توبہ کرو ورنہ کل تاریخ کی عدالت میں تم مجرموں کے کٹہروں میں پیش کئے جاؤ گے لیکن اس سے بہت بڑھ کر خدا اور محمد مصطفیٰؐ کی عدالت میں قیامت کے دن تم مجرموں کے کٹہروں میں کھڑے کئے جاؤ گے۔

اس کا بہت بڑا نقصان یہ ہے کہ جن قوموں کو مانگنے کی عادت پڑ جائے وہ اقتصادی لحاظ سے اپنی حالت بہتر بنا ہی نہیں سکتیں جو ایک فرد کی نفسیات ہوتی ہے وہی قوموں کی نفسیات بھی ہوا کرتی ہے۔ آپ اپنے گرد و پیش خود دیکھ لیں کہ جن لوگوں کو مانگنے کی عادت ہو اور تن آسانی اور تنعم کی عادت ہو وہ ہمیشہ مانگتے ہی دکھائی دیں گے۔ تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مانگنے والوں کو قیامت کے دن اس حال میں دیکھا کہ چمڑیاں ہڈیوں سے چپکی ہوئی تھیں اور گوشت نہیں تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مانگ کر تم اپنے گھر بھر نہیں سکتے۔ منگتا خالی ہاتھ ہی رہتا ہے اور اُسے اپنی اقتصادیات کو بنانے کا عزم ہی عطا نہیں ہوتا۔ وہ ہمت ہی عطا نہیں ہوتی۔ پس جب تک اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا قومیں فیصلہ نہیں کرتیں، اقتصادی لحاظ سے وہ نہ ترقی کر سکتی ہیں نہ کسی قسم کا استحکام ان کو نصیب ہو سکتا ہے۔ پس صرف مسلمانوں کے لئے نہیں مشرقی دنیا کے اور افریقہ کے اور دیگر ساؤتھ امریکہ کے ممالک سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اب جو کچھ آپ دیکھ چکے ہیں اُس کے نتیجے میں خدا کے لئے ہوش کریں اور اپنی تقدیر بدلنے کا خود فیصلہ کریں۔ بہت لمبا زمانہ ذلتوں اور رسوائیوں کا ہو گیا ہے۔ خدا کے لئے اِس بھیانک خواب سے باہر آئیں جو آپ کے دشمنوں اور بڑی طاقتوں کے لئے تو نظامِ نو کا ایک عجیب تصور ہے مگر تیسری دنیا کے غریب ممالک کے لئے اس سے زیادہ بھیانک خواب ہو نہیں سکتی۔ پس اگر آپ نے نظامِ نو بنانا ہے، اگر جہانِ نو تعمیر کرنا ہے تو اپنی خوابیں خود بنانی شروع کریں اور خود ان کی تعبیریں کریں اور خود ان تعبیروں کو عمل کی دنیا میں ڈھالنے کے سلیقے سیکھیں۔ کوئی قوم دنیا میں اقتصادی ترقی کے بغیر آزاد نہیں ہو سکتی اور اقتصادی ترقی کا پہلا قدم خودی کی حفاظت میں ہے اور عزتِ نفس کی حفاظت میں ہے اور یہ ہرگز ممکن نہیں جب تک تیسری دنیا کے ممالک میں سادہ زندگی کی تلقین نہ کی جائے اور سادہ زندگی کی رَو نہ چلائی جائے۔ مشکل یہ ہے کہ وہاں اونچے اور نیچے طبقے کے درمیان تفریق بڑھتی چلی جا رہی ہے جب کہ جن ملکوں کو آپ سرمایہ دار ممالک کہتے ہیں ان میں وہ تفریق کم ہوتی جا رہی ہے اور طرزِ زندگی ایک دوسرے کے قریب آ رہا ہے لیکن آپ ایشیا کے غریب ممالک دیکھئے یا افریقہ کے غریب ممالک دیکھئے یا ساؤتھ امریکہ کے غریب ممالک دیکھئے وہاں دن بدن نیچے کے طبقے اور اوپر کے طبقے کے بود و باش کی طرز میں فاصلے بڑھتے جا رہے ہیں اور خلیج زیادہ سے زیادہ بڑی ہو کر حائل ہوتی چلی جا رہی ہے۔ پس ضروری ہے کہ یہ طبقاتی تقسیم سب سے پہلے نصیحت اور تلقین کے ذریعے دور کی جائے اور پھر قوانین کے ذریعے ان فاصلوں کو کم کرنے کی کوشش کی جائے اور یہ تحریک اگر اوپر سے شروع ہو گی تو کامیاب ہو گی ورنہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اربابِ حل و عقد یعنی جن کے ہاتھ میں اقتدار کی باگیں ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اوپر سے سادہ زندگی اختیار کرنے کی تحریک چلائیں اور سادہ زندگی اختیار کر کے عوام کو دکھائیں۔

غرباء کا معیارِ زندگی بڑھائیں اور امراء کا کم کریں

پس اقتصادی استحکام اور ترقی کے سلسلے میں یہ دوسرا اہم اصول پیش نظر رہنا چاہئے کہ غریب ملکوں میں ایک پالیسی نہیں چلائی جا سکتی کہ معیارِ زندگی کو بڑھایا جائے بلکہ دو پالیسیاں چلانی پڑیں گی۔ غرباء کے معیارِ زندگی کو بڑھایا جائے اور زیادہ سے زیادہ دولت کا رخ اس طرف موڑا جائے اور امراء کے معیارِ زندگی کو کم کیا جائے۔ یاد رکھیں یہ نکتہ ایک بہت ہی گہرا نکتہ ہے کہ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم سے ہرگز اتنے نقصان نہیں پہنچتے جتنے دولت کے غیر منصفانہ خرچ سے پہنچتے ہیں وہ امیر لوگ جو اپنے روپے کو فیکٹریاں بنانے اور اقتصادی ترقی کے لئے ہمیشہ جوتے رکھتے ہیں اور خود سادہ زندگی اختیار کرتے ہیں ان کے خلاف نفرت کی تحریکیں نہیں چل سکتیں کیونکہ وہ عملاً ملک کی خدمت کر رہے ہیں لیکن وہ لوگ جو تھوڑا کما کر بھی زیادہ خرچ کرنے کے عادی ہو جائیں ان کا سارا اخلاقی نظام ہی تباہ ہو جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ دلوں میں وہ آگ بھڑکانے کا موجب بنتے ہیں۔ پس کارخانہ دار تو کم ہیں اور بڑے امیر تاجر بھی کم ہیں لیکن بھاری اکثریت ایسے متنعم پسند ملکوں کی ان افسروں پر مشتمل ہوتی ہے جو رشوت لیتے ہیں اور رشوت کو عام کرتے ہیں اور ان سیاستدانوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کی سیاست بھی اس طرح کھائی جاتی ہے جس طرح کسی چیز کو کیڑا کھا جاتا ہے۔ ان کی سیاست بھی پیسہ کمانے کے لئے استعمال ہونے لگتی ہے۔ ان کی سیاست بھی دھڑے بندیوں کے لئے استعمال ہونے لگتی ہے۔ ان کی سیاست بھی غریبوں پر رعب جمانے کے لئے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے استعمال ہونے لگتی ہے گویا کہ سیاست کا رُخ تمام تر ان امور کی طرف پھر جاتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے جن کے لئے سیاست بنائی نہیں گئی تھی۔ نتیجتاً ملک کے اہم امور سے وہ غافل ہو جاتے ہیں۔ اُن کے لئے سوچ کا وقت ہی نہیں رہتا۔ ان کی سوچوں کی راہیں تمام تر مسلسل ایک ہی طرف بہتی رہتی ہیں کہ کس طرح اپنا نفوذ قائم کریں۔ کس طرح اپنے دشمنوں سے بدلے لیں۔ کس طرح زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھی کریں۔ یہ سیاست کی زندگی چند دن کی تو ہے۔ کل پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے۔ پھر جو کچھ کمانا ہے آج کما لو۔ خواہ عزتیں بیچ دو۔ خواہ ووٹ بیچو، خواہ ووٹ خریدو۔ ہر چیز جب سیاست میں جائز قرار دے دی جائے تو جو سیاستدان پیدا ہوں گے وہ قوم کے مفاد کی حفاظت کیسے کر سکتے ہیں اور اس سارے رجحان میں سب سے زیادہ ظالمانہ کردار مصنوعی معیار زندگی عطا کرتا ہے۔ جن قوموں میں اپنی اقتصادی توفیق سے بڑھ کر عیاشی کے رجحان پیدا ہو جائیں وہ قومیں بھکاری بھی بن جاتی ہیں اُن کی سیاست بھی داغدار ہو جاتی ہے۔ ان کی اقتصادیات بھی پارہ پارہ ہو جاتی ہے ان کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ پس یہ نصیحتیں کن پر عمل کریں گی۔ کون سے کان ہوں گے جو ان نصیحتوں کو سنیں گے کون سے دل ہوں گے۔ جو ان نصیحتوں کو سن کر ہیجان پذیر ہوں گے۔ اور ان میں حرکت پیدا ہو گی۔ اگر تمام تر سیاست اور اخلاق اور اقتصادیات کی بنیاد ہی متزلزل ہو۔ اگر نظریات بگڑے ہوئے ہوں۔ اگر نیتیں گندی ہو چکی ہوں تو دنیا میں کوئی صحیح نصیحت کسی پر نیک عمل نہیں دکھا سکتی۔

اپنی نیتوں کو درست کریں

اس لئے جس طرح میں نے غیر قوموں کو نصیحت کی ہے کہ خدا کے لئے اپنی نیتوں کی حفاظت کرو۔ تمہاری نیتوں میں شیطان اور بھیڑیے شامل ہیں اور دنیا کی ہلاکت کا فیصلہ تمہاری نیتیں کرتی ہیں۔ تمہاری سیاسی چالاکیاں تمہاری نیتوں پر غالب نہیں آسکتیں بلکہ ان کی ممد ہو جایا کرتی ہیں اسی طرح میں مسلمان ملکوں اور تیسری دنیا کے ملکوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اپنی نیتوں کو ٹٹولو۔ اگر تم اس لئے بچپن سے انجنیئرنگ کی تعلیم حاصل کر رہے ہو کہ رشوت لینے کے بڑے مواقع ہاتھ آئیں گے اور بڑی بڑی کوٹھیاں بناؤ گے اور ویسے محل تعمیر کرو گے جیسے ہمسائے یا کسی اور کے محل تم نے دیکھے تھے تو اس نیت کے ساتھ تم دنیا میں کچھ بھی تعمیر نہیں کر سکتے۔ اگر اس لئے ڈاکٹر بننا چاہتے ہو کہ زیادہ سے زیادہ روپیہ اکٹھا کر کے اپنے لئے سونے کے انبار بناؤ گے اور بڑے بڑے عظیم الشان ہسپتال تعمیر کرو گے اور زیادہ سے زیادہ روپیہ کھینچتے چلے جاؤ گے اور اپنی اولاد کے لئے دولتوں کے خزانے پیچھے چھوڑ جاؤ گے تو پھر تم خود بیمار ہو PHYSICIAN HEAL THYSELF ۔ ایسے ڈاکٹر بننے سے بہتر ہے کہ تم خود مر جاؤ کیونکہ جو قوم کی فلاح اور بہبود کے لئے علم طب نہیں سیکھتا اس کے علم طب میں کوئی برکت نہیں ہوتی پس اگر سیاستدان بننے کے وقت تم نے یہ خوابیں دیکھیں یا اس سے پہلے یہ خوابیں دیکھی تھیں کہ جس طرح فلاں سیاستدان نے اقتدار حاصل کیا۔ اس سے پہلے دو کوڑی کا چپڑاسی یا تھانیدار تھا یا کچھ اور محکمے کا افسر تھا، استعفے دیئے اور سیاست میں آیا اور پھر اس طرح کروڑ پتی بن گیا اور اتنی عظمت اور جبروت حاصل کی۔ آؤ ہم بھی اس کے نمونے پر چلیں۔ آؤ ہم بھی سیاست کے ذریعے وہ سب کچھ حاصل کریں تو پھر تم نے سیاست کی ہلاکت کا اسی دن فیصلہ کر لیا اور تم اگر کسی قوم کے راہنما ہوئے تو تم پر یہ مثال صادق آئے گی کہ

اِذَا كَانَ الْغُرَابُ دَلِيْلَ قَوْمٍ
سَيَهْدِيْهِمْ طَرِيْقَ الْهَالِكِيْنَ

دیکھو جب کبھی بھی کوّے قوم کی سرداری کیا کرتے ہیں تو ان کو ہلاکت کے رستوں کی طرف لے جاتے ہیں پس نیتوں کی اصلاح کرو اور یہ فیصلے کرو کہ جو کچھ گزر چکا ہے، آئندہ سے تم قوم کی سرداری کے حقوق ادا کرو گے، سرداری کے حقوق اس طرح ادا کرو جس طرح حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے تمام عالم کی سرداری کے حق ادا کئے تھے۔ وہی ایک رستہ ہے سرداری کے حق ادا کرنے کا، اس کے سوا اور کوئی رستہ نہیں۔ حضرت عمرؓ جب بستر علالت پر آخری سانسیں لے رہے تھے اور موت کی آخری گھڑیوں تک پہنچے اور قریب تھا کہ دم توڑ دیں تو بڑی بے چینی اور بے قراری سے یہ دعا کر رہے تھے کہ اے خدا! اگر میری کچھ نیکیاں ہیں تو بے شک ان کو چھوڑ دے میں ان کے بدلے کوئی اجر طلب نہیں کرتا مگر میری غلطیوں پر پرسش نہ فرمانا۔ مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں اپنی غلطیوں کا حساب دے سکوں۔ یہ وہ روح ہے جو اسلامی سیاست کی روح ہے۔ اس روح کی آج مسلمانوں کو بھی ضرورت ہے اور غیر مسلموں کو بھی ضرورت ہے۔ آج کے تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ سیاست کی اس روح کو زندہ کر دو۔ مرتی ہوئی انسانیت زندہ ہو جائے۔ یہ روح زندہ رہی تو جنگوں پر موت آجائے گی لیکن اگر یہ روح مرنے دی گئی تو پھر جنگیں زندہ ہو گئیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت جنگوں کو موت کے گھاٹ اتار نہیں سکتی۔

میری کوشش تو یہی تھی کہ تمام مضمون آج ہی ختم کر دوں لیکن چونکہ وقت بہت زیادہ ہو چکا ہے اور ابھی بہت سے ایسے مشورے باقی ہیں جن کو مختصر بھی بیان کیا جائے تو وقت لیں گے اس لئے میں اسی پہ اکتفا کرتا ہوں اور (اللہ نے چاہا تو) آئندہ خطبہ میں میں خدا تعالیٰ سے بھاری امید رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ ختم ہو گا۔ اور پھر ہم واپس جہادِ اکبر کی طرف لوٹیں گے یعنی ذکرِ الٰہی کے متعلق باتیں کریں گے۔ دین کے اعلیٰ مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور دین کی معرفت کی گہرائیوں تک غوطہ زنی کی کوشش کریں گے تاکہ رمضان میں خوب دل اور نفس کو پاک کر کے اخلاص کے ساتھ داخل ہوں اور زیادہ سے زیادہ رمضان کی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھر سکیں“

خبریں

ملکی خبریں

○ چیف الیکشن کمشنر نے حکومت سندھ کو ہدایت کی ہے کہ سندھ میں سینیٹ کے انتخاب کے دن اراکین اسمبلی کو حکومت اپنی نگرانی میں اسمبلی ہال تک پہنچائے اس مقصد کیلئے ڈی آئی جی کے عہدے کے افسر کا تقرر کیا جائے۔ الیکشن کمیشن کا افسر بھی ہمراہ ہو گا۔

○ کویتی سفیر نے کہا ہے کہ کویت سے آنے والے پاکستانیوں کی بینکوں میں جمع شدہ رقوم واپس لوٹائی جائیں گی۔ اگر بینکوں کا ریکارڈ نہ ملا تو اکاؤنٹ ہولڈر کے ریکارڈ کے مطابق ادائیگی ہو گی۔ تاہم جائیداد کا نقصان عراق پورا کرے گا۔

غیر ملکی خبریں

○ خلیج میں عراق کے خلاف صف آرا ۸ عرب ممالک نے خلیج میں سلامتی کے انتظامات کے لئے ایک معاہدہ کیا ہے۔ اس معاہدے کے تحت عرب امن فوج اس علاقے میں تعینات کی جائے گی۔ یہ اعلان ان ممالک کے وزرائے خارجہ کے ایک اجلاس میں کیا گیا۔ ان ملکوں میں مصر، شام، سعودی عرب، کویت اور خلیج کی ریاستیں شامل ہیں۔ اس معاہدے کا مقصد کویت میں ۲ اگست ۹۰ء جیسی کارروائی کے اعادہ کو روکنا ہے۔ یہاں جو عرب فوج تعینات ہو گی اس کا بیشتر حصہ مصر اور شام فراہم کریں گے

○ عراق کی حکمران انقلابی کونسل نے کویت پر قبضے کے دوران نافذ کئے جانے والے قوانین منسوخ کر دیئے ہیں۔

درخواستِ دعا

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ امۃ الحفیظ شوکت صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب طاہر کراچی میں شدید طور پر علیل ہیں۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفائے کاملہ عطا فرمائے۔

نسیم سیفی

حبوبِ مفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سونے کی بہترین ورائٹی کا مرکز
طاہر گولڈ سمتھ
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک۔ ربوہ
فون دکان ۶۴۳
فون رہائش ۷۵۶
فینسی اور پائیدار زیورات آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں

شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون
دکان : ۶۴۹
رہائش : ۸۴۱

دکان کرایہ کیلئے خالی ہے
رحمت بازار ربوہ میں انتہائی باموقع دکان کرایہ کے لئے خالی ہے۔ سامان منیاری اور فرنیچر برائے فروخت۔
برائے رابطہ
ڈاکٹر مہدی علی چوہدری
۵/۱۳ دارالرحمت غربی۔ ربوہ
فون نمبر ـــــــ ۸۰۶

ہر قسم کی خالص مُفردات (جڑی بُوٹیاں)
مربّہ جات دستیاب ہیں
مینجر
جدید دوَاخانہ خدمتِ خلق گولبازار ربوہ

زرینہ اولاد سے محروم حضرات اور اٹھراء کی شکار دُکھی عورتوں کے لئے امید کی کرن
اٹھراء کی گولیاں
عورتوں اور بچوں کے علاج کیلئے ہم سے رجوع کریں
گولڈن پلز طاقت کا سرچشمہ
اعضائے رئیسہ کیلئے بے حد مفید اور مقوّی
زیرنگرانی : مرض اٹھراء کے مشہور معالج حکیم عطاء الرحمٰن علوی اینڈ سنز ولد حکیم نظام جان
دوَاخانہ محافظِ صحت گول چوک اوکاڑہ

صاحب اولاد
اپنے پھول سے بچّوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

DWARFISHNESS COURSE	۱۰/-	۔ چھوٹا قد کورس
BED URINE COURSE	۳۵/-	۔ بول بستری کورس
MITTI CHHOURE COURSE	۲۰/-	۔ مٹی چھوڑ کورس
BABY GROWTH COURSE	۳۰/-	۔ بے بی گروتھ کورس
MARASMAS COURSE	۵۰/-	۔ سُوکھا پن کورس
BABY TONIC	۱۰/-	۔ بے بی ٹانک
SLOW DENTITION CURE	۲۰/-	۔ آہستہ دانت نکلنا کیور
IRREGULAR TEETH CURE	۲۰/-	۔ بے ترتیب دانت کیور

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کیلئے معقول کمیشن
تین صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی
کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون نمبر ۶۰۶/۷۷۱

۔ زرینہ اولاد سے محروم ۔ بے اولادہ ۔ اٹھراء ۔ سُوکھاہ ۔ گرمی ۔ گیس کا علاج کرنیوالے
سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
مشہُور دوَاخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۱۹۰
فون ۷۸۸۴۴ ۷۶۴۹۷ ۴۳۱
زیرنگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
برانچیں : ربوہ : اقصیٰ چوک نزد دیٹر بکس ، ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ، لاھور : جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ ، چوک قلعہ کالروالہ : تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ، کراچی : محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
خواتین کے لئے انتظام کیساتھ

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دُوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

پتہ

۔ قدیمی ۔ اوّلین ۔ شہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ سے ایک ہی نام
دوَاخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر ـــ گوجرانوالہ
فون ۷۳۹۹۷
برانچیں : ۔ کراچی : فون ۴۱۳۲۵۱
۔ لاہور : ۱۔ D ۔ ۳۔ گلشن راوی
ملتان : چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین : بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان : فون ۷۹۹۴
ربوہ : اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

EXPORTERS FROM PAKISTAN
IMPORTERS FROM FOREIGN COUNTRIES
ATTENTION PLEASE :
PARTIES INTERESTED IN QUALITY EXPORT OR IMPORT OF KNITTWEARS OR HANDI-CRAFTS
PLEASE CONTACT :
AHMAD ESTATES AGENCY
P.O. BOX 26 RABWAH. PAKISTAN
TELEPHONE 04524-535 FAX 04524-825, 696
CABLE :- DOGARS
GOODS ALSO MANUFACTURED ACCORDING TO THE SAMPLES OF BUYER
QUALITY GUARANTEED
FAZAL AHMAD DOGAR